قرآن حکیم کی سورتوں کے مضامین

کا اجمالی تجزیہ

از: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

ترتیب وتدوین: سید برہان علی۔ خالد محمود خضر

سُورۃ العنکبوت

جس زمانہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی اُس وقت مکہ مکرمہ میں مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے اور اسلام کی مخالفت پورے زور وشور سے کی جا رہی تھی۔ یہ مسلمانوں پر بڑے شدائد ومصائب اور ابتلا کا دور تھا۔ اس اعتبار سے میرے نزدیک یہ سورۃ قرآن حکیم کی اہم ترین سورۃ ہے کہ جب دعوتِ اسلامی، تحریکِ اسلامی دورِ ابتلا میں ہو، اُس پر تشدد کیا جا رہا ہو، اُس کے کارکن اور وابستگان آزمائشوں سے دوچار ہوں تو ایسی صورت میں جو مسائل پیدا ہوتے ہیں ان کا حل کیا ہے؟ اس ضمن میں اللہ کی طرف سے رہنمائی کیا ہے؟ علاوہ ازیں ایسے مشکل اور کٹھن حالات میں کن چیزوں سے قوت حاصل کی جا سکتی ہے؟ ایک بندۂ مؤمن اپنے لیے صبر اور سہارا کیسے حاصل کر سکتا ہے؟

یہ تو سب جانتے ہیں کہ مخالفت اور استہزا تو نبی اکرم ﷺ کے آغازِ دعوت کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا، لیکن شروع میں یہ چیزیں زبانی کلامی رہیں۔ کبھی کسی نے شاعر کہہ دیا، کبھی پاگل کہہ دیا، کسی نے ساحر اور کسی نے مسحور کے فقرے چست کر دیے، کبھی مجنون کہہ دیا گیا۔ کسی نے کہا کہ یہ کسی اور سے dictation لیتے ہیں اور ہم پر دھونس جماتے ہیں۔ اس لیے آپؐ کو بار بار صبر کی تلقین کی جاتی رہی۔ جیسے سورۃ المزمل میں فرمایا: ﴿وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا ﴿۱۰﴾﴾ ”اے نبی یہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر صبر کیجیے اور اُن سے لاتعلقی اختیار کیجیے خوبصورتی کے ساتھ“۔ اس لیے کہ انہی کو دعوت دینی ہے اور راہِ راست پر لانا ہے تو لاتعلقی اس طریقہ سے ہونی چاہیے کہ رابطہ نہ ٹوٹے، پھر بات کرنے کا موقع تو رہے۔ سورۃ الحجر میں فرمایا گیا: ”اے نبی ہمیں خوب معلوم ہے کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اُس سے آپ کا سینہ بھنچتا ہے، لیکن بہرحال آپ اپنے ربّ کی تسبیح وتحمید میں لگے رہیے اور اس کی جناب میں سجدے کرتے رہیے۔ اور اپنے ربّ کی بندگی میں لگے رہیے یہاں تک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ آپ کو موت آ جائے‘‘۔ (آیات ۹۷۔۹۹)

تقریباً چار برس تک یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا۔لیکن اس کے بعد کُفّار و مشرکین نے یہ محسوس کیا کہ ہمارے زبانی کلامی بند باندھنے سے تو یہ دعوت نہیں رک رہی‘ بلکہ بات آگے پھیل رہی ہے۔ خصوصاً معاشرہ کے دو طبقات اس دعوت سے زیادہ متاثر ہو رہے تھے۔ایک تو غلاموں کا طبقہ کہ وہ پسے ہوئے تھے۔ انہیں اس میں یہ اُمید کی کرن نظر آتی تھی کہ اگر یہ دعوت پھیلتی ہے اور کامیاب ہوتی ہے تو شاید ہمارے ساتھ بھی انسانوں کا سا سلوک ہونے لگے اور ہمیں بھی کوئی انسانی حقوق حاصل ہو جائیں۔ دوسرے نوجوانوں کا طبقہ اس دعوت سے زیادہ متاثر ہو رہا تھا۔نوجوانوں کا معاملہ ایسا ہوتا ہے کہ اُن کے ہاں ابھی بڑوں کے مقابلہ میں مصلحت اتنی زیادہ نہیں ہوتی۔ جب کوئی بات سمجھ میں آ گئی تو اسے قبول کرنا اور اس کے لیے لڑنے بھڑنے پر آمادہ ہو جانا جوشِ جوانی کا تقاضا ہے۔جس بات کے حق ہونے پر ان کا دل ٹھک جائے تو وہ اس کے لیے جان و مال کی قربانی کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ان دو طبقات میں دعوت پھیلنے اور لوگوں کے ایمان لانے سے کفار و مشرکین گھبرا گئے۔ لہٰذا اب انہوں نے اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے تشدّد (persecution) کا طریقہ اختیار کیا۔ چنانچہ نوجوان صحابہؓ کو مارا پیٹا گیا اور انہیں گھروں میں بند کر دیا گیا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اُن کے چچا نے ایک چٹائی میں لپیٹ کر اس طرح دھونی دی کہ دم نکلنے کے قریب ہو گیا۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی والدہ نے مرن برت رکھ لیا کہ اگر سعد اپنے باپ کے دین میں واپس نہیں آتا تو نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی اور اپنے آپ کو ہلاک کر لوں گی۔حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اُن کے چچا نے مادر زاد برہنہ کر کے گھر سے نکال دیا۔ یہ وہ سلوک تھا جو قریش کے اعلیٰ گھرانوں کے چشم و چراغ نوجوانوں کے ساتھ روا رکھا گیا۔جبکہ جو کچھ حضرات بلال‘ خباب بن الارت‘ آلِ یاسر رضی اللہ عنہم اور دیگر غلاموں اور کمزور لوگوں کے ساتھ ہو رہا تھا اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

ان حالات میں بعض حضرات کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آخر ہم پر یہ دورِ ابتلا کب تک جاری رہے گا؟ یہ سختیاں کب ختم ہوں گی اور اللہ کی مدد کب آئے گی؟ چنانچہ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے‘ اُس وقت آپؐ خانہ کعبہ کی دیوار کے سائے میں چادر کا تکیہ بنائے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا حضور آپ ہمارے لیے دعا نہیں فرماتے کہ ہماری مصیبتوں کا یہ سلسلہ ختم ہو؟ اب تو یہ ناقابلِ برداشت ہوتا جا رہا ہے۔اس پر آپؐ نے اظہارِ ناراضگی فرمایا۔آپؐ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ’’تم لوگ جلدی مچا رہے ہو۔ابھی تو تم پر وہ حالات آئے ہی نہیں جو تم سے پہلوں پر بیت چکے ہیں۔ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایمان لانے والوں میں سے کسی کو لا کر اس کا آدھا جسم زمین میں دبا دیا جاتا تھا اور پھر سر پر آرا رکھ کر دو ٹکڑوں میں چیر دیا جاتا تھا۔اہل ایمان کو زندہ آگ میں جلا دیا جاتا تھا۔لوہے کے کنگھوں سے ان کی ہڈیوں پر سے گوشت کو کھرچ دیا جاتا تھا۔ خدا کی قسم وہ دن آ کر رہے گا کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا اور اس کو سوائے اللہ کے کسی کا ڈر نہ ہوگا‘‘۔ یہ وہ حالات تھے جن میں یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی۔مندرجہ بالا حدیث نبویؐ کا جو انداز ہے وہی انداز اس سورۃ کی ابتدائی آیات کا ہے جن میں اللہ تعالیٰ

کی طرف سے ناراضگی کا اظہار فرمایا جا رہا ہے کہ یہ لوگ ابھی سے گھبرا کیوں گئے ہیں' ابھی تو بہت کچھ آنے والا ہے۔ فرمایا:

﴿الٓمّٓ ① اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ② وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ③﴾

''ال م۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھا تھا کہ وہ صرف یہ کہہ کر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور انہیں آزمایا نہ جائے گا؟ اور ہم نے تو ان لوگوں کو بھی آزمایا تھا جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں (اور جنہوں نے ایمان کا دعویٰ کیا تھا) پس اللہ ضرور کھول کر رکھ دے گا اُن کو جو صادق الایمان ہیں اور اُن کو بھی جو جھوٹ موٹ کے مدعیٔ ایمان بنے ہوئے ہیں۔''

اگلی آیت میں اہل ایمان کی دلجوئی کا انداز ہے کہ ''کیا وہ لوگ جو بُرے کام کر رہے ہیں (ہمارے اِن بندوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں) سمجھتے ہیں کہ وہ ہماری پکڑ سے بچ نکلیں گے؟ بہت بُری رائے ہے جو انہوں نے قائم کی ہے''۔ مزید فرمایا کہ ''جو کوئی بھی (یہ سب کچھ جھیل رہا ہے اور) اپنے پروردگار سے ملاقات کی امید رکھتا ہے تو (اس کو مطمئن رہنا چاہیے کہ) اللہ کا ٹھہرایا ہوا وقت ضرور آنے والا ہے۔ اور اللہ سب کچھ سننے والا' جاننے والا ہے''۔ ہمارے یہ نیک بندے جب سختیاں جھیل کر اللہ کے حضور میں حاضر ہوں گے تو اپنے خلوص واخلاص اور احسان کا بدلہ پائیں گے' اُن کو خلعتوں سے نوازا جائے گا۔ آگے پھر ذرا ڈانٹ کا انداز ہے کہ تم یہ مت سمجھنا کہ تم اللہ پر کوئی احسان کر رہے ہو بلکہ ''جو کوئی بھی جہاد کرتا ہے تو جہاد کرتا ہے اپنے لیے''۔ اس کا فائدہ اور نفع اسی کے لیے ہے' اس کی اپنی عاقبت سنورے گی۔ ''یقیناً اللہ تعالیٰ تو تمام جہانوں سے بے نیاز ہے''۔ دیکھئے سارا مضمون کس طرح مربوط ہے اور ترغیب وترہیب دونوں کو اس میں سمو دیا گیا ہے۔ دو آیات ذرا ڈانٹ کے انداز میں آئیں' پھر دو آیات میں دلجوئی کا انداز ہے' پھر ایک آیت میں ذرا جھنجھوڑ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد پھر ایک اُمید بھری آیت ہے: ''جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے ہم لازماً اُن سے ان کی برائیوں کو دور کر دیں گے اور ان کو ان کے اعمال کا بہت عمدہ بدلہ دیں گے''۔ (آیات ۴ تا ۷)

اس کے بعد خاص طور پر وہ نوجوان جن پر ان کے والدین کی طرف سے دباؤ پڑ رہا تھا' ان کے حوالہ سے ارشاد ہوا: ''ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں وصیت کی ہے حسن سلوک کی۔ لیکن اگر وہ تم پر دباؤ ڈالیں کہ تم میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ جس کے لیے تمہارے پاس کوئی سند نہیں ہے تو اُن کی بات مت مانو۔ میری ہی طرف تم سب کو لوٹ کر آنا ہے' پھر میں تمہیں بتا دوں گا جو کچھ تم کرتے رہے تھے۔ اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے ہم ان کو داخل کریں گے صالحین میں''۔ (آیات ۸' ۹) کس پیارے انداز میں نوجوانوں کو کہا جا رہا ہے کہ اگر تم اس وجہ سے اپنے اہل وعیال' والدین' بھائی بندوں' رشتہ داروں سے کٹ جاؤ اور علیحدہ ہو جاؤ تو ڈرو اور گھبراؤ نہیں' ہم تمہیں ان سے بہتر معیت عطا فرمائیں گے۔

اس کے بعد ایک نہایت اہم آیت آئی ہے۔ جیسے کہ سورۃ الحج کے دوسرے رکوع کی پہلی آیت ہے اسی طرح کا یہ مقام بھی ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ط......﴾

''لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اللہ پر' پھر جب ان کو اللہ کے راستہ میں تکلیف دی جاتی ہے تو لوگوں کی ایذا دہی کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھتے ہیں۔ اور (اے نبیؐ) اگر آپ کے ربّ کی جانب سے مدد آ جائے تو یہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو آپ ہی کے ساتھ تھے۔ تو کیا اللہ خوب واقف نہیں ہے اُس سے جو کچھ لوگوں کے سینوں میں ہے؟ اور وہ تو بالکل کھول کر رکھ دے گا کہ کون واقعی صاحبِ ایمان ہے اور کون منافق ہے۔'' (آیات ۱۰۔۱۱)

کچھ بزرگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے چھوٹے بچوں اور نوجوانوں کو بڑے ناصحانہ انداز میں کہتے ہیں کہ کس کے پیچھے لگ گئے ہو' تم نا سمجھ ہو' اپنا کیریئر داؤ پر لگا رہے ہو' اپنے بڑوں کے راستے پر ہی چلو۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ کے ہاں تمہاری پکڑ ہو جائے گی تو ہم اس کے ذمہ دار ہیں' تمہارے گناہوں کا بوجھ بھی ہم اٹھاتے ہیں اور تمہاری طرف سے جواب بھی ہم دیں گے۔ فرمایا گیا کہ ''ایسے لوگ اپنے بوجھ تو قیامت کے دن لازماً اُٹھائیں گے ہی اُس کے ساتھ مزید اضافی بوجھ بھی انہیں اُٹھانے پڑیں گے۔ اور قیامت کے دن اُن سے لازماً اُن افترا پردازیوں کے متعلق پوچھا جائے گا جو وہ کرتے رہے ہیں''۔ (آیت ۱۳) سورۃ العنکبوت کے پہلے رکوع کی یہ تیرہ آیات میرے علم کی حد تک اس موضوع پر قرآن حکیم کا نقطۂ عروج ہیں۔

اگلے تین رکوعوں میں کچھ انباء الرسل بیان ہوئے ہیں' لیکن ان حضرات کی دعوت کے حوالہ سے صرف وہ پہلو بیان ہوئے ہیں جو اس سورۂ مبارکہ کا اصل مضمون ہے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر صرف اس حد تک آیا کہ ''ہم نے نوح کو بھیجا اس کی قوم کی طرف تو وہ انہیں ساڑھے نو سو برس تک دعوت دیتا رہا''۔ یعنی اصل میں اشارہ کیا جا رہا ہے کہ مسلمانو تم ابھی سے گھبرا گئے ہو' ہمارے بندے نوحؑ کو یاد کرو جو ساڑھے نو سو برس استہزاو تمسخر برداشت کرتے ہوئے دعوت دیتا رہا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے کہ وہ کیسے کیسے مسائل سے گزرے۔ حضرت ابراہیمؑ کے قول میں ایک بڑی اہم حقیقت بیان فرمائی گئی:

﴿وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ﴾ (آیت ۲۵)

''اور (ابراہیمؑ نے اپنی قوم کے لوگوں سے یہ بھی) کہا کہ تم نے جو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو معبود ٹھہرا لیا ہے تو یہ تمہارے مابین محبت و مودّت کی وجہ سے ہے۔''

نفسیاتی اعتبار سے یہ بات بڑی اہم ہے۔ بسا اوقات ایک شخص مان لیتا ہے کہ میں جس جماعت یا گروہ سے وابستہ ہوں اس کے نظریات درست نہیں ہیں' لیکن محض دوستیوں اور رشتہ داریوں کی بنا پر ان کے ساتھ منسلک رہتا ہے۔ اس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر ہے۔ پھر فرشتوں کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ کر حضرت اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری دینے کا تذکرہ ہے۔ پھر مدین کی طرف ان کے بھائی حضرت شعیب علیہ السلام کی بعثت اور عاد وثمود' قارون' فرعون اور ہامان کا ذکر ہے۔ اسی سیاق میں وہ بہترین تمثیل بھی آئی ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر لوگ جن کو اپنے پشت پناہ اور مددگار بناتے ہیں ان کا معاملہ اس مکڑی کی مانند ہے جو جالا بنتی ہے تو اسے بڑا مضبوط گھر سمجھتی

ہے' حالانکہ گھروں میں سب سے کمزور مکڑی کا گھر ہے۔ اسی طرح یہ لوگ بھی عقائد کے ایسے تانے بانے بُن لیتے ہیں اور اُنہی کے اندر بیٹھے رہتے ہیں۔

آخری تین رکوعوں میں اہل ایمان کو عملی اعتبار سے ہدایات دی گئی ہیں کہ ایسے حالات میں انہیں کیا کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں پانچویں رکوع کی پہلی آیت (جہاں سے اکیسویں پارے کا آغاز ہو رہا ہے) بہت اہم ہے:

﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾﴾

''(اے نبی) تلاوت کرتے رہو اُس کتاب کی جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اور نماز کو قائم رکھو' بلاشبہ نماز فحش اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔''

ان حالات میں صبر و استقامت اور ثبات کے لیے سب سے اہم چیز اللہ کی یاد ہے۔ اللہ کو یاد رکھو گے تو قدم جمے رہیں گے' کسی مصیبت سے ہراساں نہ ہو گے۔ اللہ کو یاد رکھو گے تو اُسے ہر وقت اپنے ساتھ پاؤ گے۔ آگے فرمایا کہ اہل کتاب سے نہ جھگڑو مگر بہترین طریقے پر' سوائے ان کے جو مخالفت کا ادھار کھائے بیٹھے ہوں اور بات سننے کو تیار ہی نہ ہوں......

اس کے بعد چھٹے رکوع میں ایک نہایت اہم آیت آئی ہے جس میں ہجرت کی طرف اشارہ ہے۔ اگرچہ اس سے قبل سورۂ بنی اسرائیل اور سورۃ النحل میں ہجرت کا ذکر آ چکا ہے' لیکن ترتیبِ نزولی کے اعتبار سے قرآن مجید میں یہ اس اعتبار سے پہلا مقام ہے۔ ارشاد ہوا:

﴿یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾﴾

''اے میرے بندو جو مجھ پر ایمان لائے ہو' میری زمین بڑی کشادہ ہے' پس میری ہی بندگی کرو۔''

یعنی اگر میری بندگی کرتے ہوئے جینا ممکن نہ رہے تو اس زمین کو چھوڑ دو' اللہ تمہیں اور جگہ مہیا کر دے گا۔

ساتویں رکوع کے آغاز میں وہی مضمون دہرایا گیا ہے کہ مصائب و شدائد برداشت کرنے والوں کے لیے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ تمہارا اصل گھر وہی آخرت کا گھر ہے جو ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا ٹھکانہ ہے۔ یہاں کی بڑی سے بڑی مشکل بھی آج نہیں تو کل آسان ہو ہی جائے گی۔ آخر میں جو لوگ ان مصائب کا شکار ہیں اور اللہ کے راستے میں مشقتیں اٹھا رہے ہیں اُن کے لیے بہت ہی اُمید افزا بات فرمائی گئی ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۶۹﴾﴾

''وہ لوگ جو ہماری راہ میں جہاد کریں گے ہم لازماً اپنے راستوں کی طرف اُن کی رہنمائی کریں گے۔ اور یقیناً اللہ محسنین کے ساتھ ہے۔''

❁❁❁

© rasailojaraid.com